سُوۡرَۃُ الۡاَنۡفَال کی تفسیر

Lesson 3: Al-Anfal (Ayaat 41- 58):Day 10

اللہ کی قدرت دیکھیں کہ پارہ بھی نیا اور سبق بھی نیا ہے۔ آپ ماشاء اللہ نو پارے پڑھ چکے ہیں۔ اپنے لئے دعا کریں کہ اللہ آپ کو دین پر استقامت عطا فرمائے۔ اپنے دوسرے ساتھیوں کے لئے بھی دعا کریں جو پہلے تو ساتھ تھے لیکن اب کسی مجبوری کی وجہ سے ساتھ نہیں۔ آمین

آج کے سبق کا بنیادی موضوع کہ اسلام لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ لوگوں کے ذہنوں میں اُٹھنے والے سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔ خوشی منانے کے کیا طریقے ہونے چاہیئے؟ کیا خوشی دینے والے کو ناراض کر دینا چاہیئے؟ جنگِ بدر کی فتح پر بات ہوگی اور اللہ کیسے اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے؟

جب کسی گروہ اور تنظیم کی تربیت ہو جاتی ہے تو پھر اختلافات کم ہو جاتے ہیں۔ ترتیب کو ذہن میں رکھیں کہ جب کسی کام کو آرگنائزڈ / منظم ہو کر کیا جاتا ہے تو کامیابی کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ سورت کے شروع میں صحابہ کرامؓ نے ایک سوال کیا تھا کہ 'وہ آپؐ سے مالِ غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔۔۔'؛ آپ یہ دیکھیں کہ چالیس آیات پڑھانے کے بعد پھر اُس سوال کا جواب دیا جا رہا ہے۔ جواب کا پہلا لفظ بہت اہم ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ
اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾

اور جان لو کہ جو کچھ تمہیں بطور غنیمت ملے خواہ کوئی چیز ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اگر تمہیں اللہ پر یقین ہے اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتاری جس دن دونوں جماعتیں ملیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۴۱﴾

وَاعۡلَمُوۡۤا : صحابہ کرامؓ نے تو ایک سوال کیا تھا لیکن اللہ نے فرمایا کہ علم حاصل کرو۔ جان لو۔ کسی بھی چیز کے بارے میں جاننے کے لئے اللہ نے ایک ابدی حل بتادیا کہ علم حاصل کرو۔

اسلام کا پہلا سبق اقراء۔ اسلام کا پہلا حکم کہ پڑھو۔ پھر آدمؑ کا ذِکر قرآن میں آتا ہے کہ انہیں پیدا کرتے ہی اللہ نے انہیں نے علم سکھا دیا۔ اللہ کی حمد و ثنا سکھا دی۔ اللہ نے اسمائے حسنہ سکھا دیئے۔ اسلام ہمیں علم سیکھنے کو حکم دیتا ہے۔ پھر قران پاک میں ایک سورت ہے القلم کے نام سے؛ سورۃ الرحمٰن میں فرمایا گیا۔ علم القرآن۔

وَاعۡلَمُوۡۤا : تو پھر علم حاصل کرو۔ اَنَّمَا یہ دراصل دو الفاظ تھے۔ انَّ اور ما، اَنَّمَا یعنی' بے شک اور جو' ساتھ مل کر یہ لفظ بن گیا۔

پھر لفظ تھا غَنِمۡتُمۡ : غ ن م۔ عربی میں غنم بکری کو کہتے ہیں۔ شروع کی جنگوں میں لوگ بکریاں ساتھ لے کر آتے اور ہارنے کی صورت میں بکریاں چھوڑ کر بھاگ جاتے۔ اس لئے بکری مفت میں مالِ غنیمت کے طور پر مل جاتی۔

یعنی جو ملتا ہے اُسی کو غنیمت سمجھو۔ ایک اور لفظ انفال ہے۔ یعنی نفل۔ زائد مل جانا۔ مفت میں مل جانا۔

اللہ کے لئے نکلنا نہ تو مال کے لئے ہوتا ہے اور نہ ہی علاقے فتح کرنے کے لئے۔ نہ شہرت کے لئے۔ لیکن جب کوئی جہاد کے لئے نکلتا ہے تو اللہ اُسے تحفے کے طور پر کچھ زائد دیتا ہے۔

حدیث کا خلاصہ ہے کہ جو دنیا کے پیچھے بھاگتا ہے۔ اللہ اُسے دنیا میں مصروف کر دیتا ہے اور جو اللہ کے لئے بھاگ دوڑ کرتا ہے تو اللہ اُس کو انعام دیتا ہے۔

جنگ کے لئے نکلنا اور اللہ کی خاطر جہاد کرنا، اللہ کے دین کے لئے نکلنا مُراد ہے۔ آلات اور اسلحہ فرق ہے لیکن نیت ایک ہی ہے۔ کہ دین کو سیکھوں اور دین کی خدمت کرتے ہوئے اس دنیا سے جاؤں۔

جہاد میں غنیمت اور انفال صرف ایک تحفہ ہے اصل اَجر تو اللہ کے پاس جاکر آخرت میں ملے گا۔
غنیمت اور انفال اللہ کا مال ہے۔

1. 'پانچواں حصہ اللہ' اس کا پانچواں حصّہ تو اللہ کے لئے ہے۔
2. اور اس کے رسول کا ہے
3. اور رشتہ داروں (اللہ کے نبیؐ کے)
4. اور یتیموں
5. اور مسکینوں
6. اور مسافروں کے لیے ہے

اسلام سے پہلے دشمن کا مال جس کے ہاتھ لگتا اُسی کا ہو جاتا تھا۔ اسلام سے پہلے یا تو جس کے ہاتھ جو لگتا وہ اُسی کا ہوتا اور یا پھر سارا مال قافلے یا جنگ کے لیڈر کو مل جاتا۔ وہ جیسے مرضی خرچ کرتا۔

آیت میں بیان ہے کہ خمس یعنی پانچواں حصہ مال غنیمت میں سے نکال دینا چاہیئے۔ چاہے وہ کم ہو یا زیادہ ہو۔ گو سوئی ہو یا دھاگہ ہو۔ اللہ تعالیٰ یہاں مال غنیمت کی تفصیل بیان کرتا ہے جو اس نے خاص طور پر امت کے لئے حلال کیا ہے۔ اس سے قبل تمام اگلی امتوں پر مال غنیمت حرام تھا۔ لیکن اس اُمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے اسے حلال کر دیا۔ اس کی تقسیم کی تفصیل یہاں بیان ہو رہی ہے۔ مال غنیمت وہ ہے جو مسلمانوں کو جہاد کے بعد کافروں سے ہاتھ لگے اور جو مال بغیر لڑے جنگ کے ہاتھ آئے مثلاً صلح ہو گئی اور مقررہ تاوان جنگ ان سے وصول کیا یا کوئی مر گیا اور لاوارث تھا یا جزیئے اور خراج کی رقم وغیرہ وہ فے ہے۔

اللہ اور رسول کو پانچواں حصّہ ملے گا۔ پھر اُسی میں سے '۔۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔' کو ملے گا۔ غنیمت کے مال کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ حصے کرتے تھے۔ چار مجاہدین میں تقسیم ہوتے پانچویں میں سے آپؐ اُس کے پانچ حصے کر ڈالتے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قرابت داروں کا۔ ایک یتیموں کا ایک مسکینوں کا ایک مسافروں کا۔

باقی چار حصّے کو جہاد کرنے والوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ پیدل کا ایک حصّہ اور سوار (جو اپنا گھوڑا یا اونٹ ساتھ لے کر گیا) کے دو حصّے۔

اسلام سے پہلے اللہ کے نبیؐ تجارت کرتے تھے۔ آپؐ بہترین کاروباری انسان تھے۔ خدیجہؓ نے اپنا سارا مال اللہ کے نبیؐ کے حوالے کر دیا۔ آپؐ نے اسلام لانے کے بعد کاروبار چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے گھر میں مالی حالت اتنی اچھی نہ رہی۔ پھر اللہ نے آپؐ کے لئے بہترین انتظام کر دیا۔

اللہ وہاں سے دیتا ہے جہاں سے انسان سوچ بھی نہیں دے سکتا۔ آج آپ اگر اللہ کے دین کے راستے میں کچھ لگا دیتے ہیں تو آپ کو اس کا بہترین نعم البدل ضرور مل جائے گا۔ یہ اللہ کی سنّت ہے۔

اللہ کے نبیؐ جب مدینہ آئے تو ذمّہ داریاں بڑھ گئیں۔ پہلے صرف تبلیغ کر رہے تھے۔ اللہ کے دین کی دعوت دے رہے تھے اور صحابہ کرامؓ کی تربیت ہو رہی تھی۔ مدینہ آکر ایک اسلامی ریاست بنائی گئی تو ذمّہ داریاں بھی بڑھ گئیں۔ اب مسجدِ نبوی کی تعمیر سے لے کر دوسری قوموں سے معاہدے اور دوسرے انتظامی کام میں مصروف ہو گئے۔ کاروبار یا تجارت کا وقت ہی نہیں رہا۔ گھریلو ضروریات پوری کرنے سے مشکل ہو رہی تھی۔ انسان کو کھانے اور گھریلو سامان کی چیزوں کی ضرورت تو ہوتی ہے۔

اللہ نے ضروریات پوری کرنے کے لئے اُنؐ کے لئے انتظام کر دیا۔ اللہ نے بہترین اور احسن انتظام کر دیا۔ اللہ کے نبیؐ کی زندگی میں تو سب انتظام ہو گیا۔ آپؐ کی وفات کے بعد کیا ہوا؟

کچھ علماء کرام کی رائے مختلف ہے؛ کچھ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبیؐ کی وفات کے بعد اُن کا حصّہ ختم۔ کچھ کہتے ہیں کہ یہ سلسلہ چلتا رہے گا تا کہ مسلمانوں کے خلیفہ کو بھی معاشی ضروریات کے لئے حصّہ ملتا رہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبیؐ کے خاندان اور رشتے داروں کو حصّہ ملتا رہنا چاہیئے کیونکہ اُن کی ضروریات تو پوری کرنی ہیں۔

آج یہ سلسلہ نہیں چل رہا۔

یہاں اللہ اور رسولؐ کے حصّے سے مُراد نبی ﷺ کا حصّہ ہی ہے۔ اُسی میں سے میں سے باقی لوگوں (۔۔ اور اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں۔۔) کو بھی ملے گا۔

پچھلے زمانے کی اُمتیں مالِ غنیمت کو میدان میں رکھ کر آگ لگا دی جاتی تھی۔ یہ صرف مسلمانوں کے لیئے حلال ہوًا۔

بعض اوقات لڑائی کے بغیر مال مل جاتا تھا۔ اس کو مالِ فے کہتے ہیں۔ مال غنیمت وہ ہے جو مسلمانوں کو جہاد کے بعد کافروں سے ہاتھ لگے اور جو مال بغیر لڑے جنگ کے ہاتھ آئے مثلاً صلح ہو گئی اور مقررہ تاوان جنگ ان سے وصول کیا یا کوئی مر گیا اور لاوارث تھا یا جزیئے اور خراج کی رقم وغیرہ وہ فے ہے۔ بعض لوگ غنیمت کا اطلاق فے پر اور فے کا اطلاق غنیمت پر بھی کرتے ہیں۔

جب مسلمانوں کو فتوحات ملنے لگیں تو کئی لوگ لالچ میں ساتھ آملتے تھے کہ مالِ غنیمت ملے گا۔ یاد رکھیں کہ یہ صرف جہاد میں حِصّہ لینے والوں کو ملے گا۔

مالِ غنیمت ایک امانت ہوتی ہے۔ اس میں سے اگر کوئی ایک چھوٹی چیز بھی اُٹھائے یا استعمال کرلے تو وہ خیانت ہے۔ اسی طرح جو لوگ اللہ کے دین کے لئے صدقہ دیتے ہیں وہ بھی امانت ہے۔ بہت خیال رکھین کہ کیونکہ ایک دفعہ ایک شخص نے مالِ غنیمت سے ایک رسّی اُٹھالی تھی تو اللہ کے نبیؐ کو غصّہ آیا تھا۔

يَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ؛ غزوۂ بدر کو یوم الفرقان کہتے ہیں۔

سب مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطابق غزوۂ بدر کے دِن یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ کون حق پر ہے۔ اللہ کی مدد صرف حق والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ غزوۂ بدر والے دن، فرشتے مدد کے لئے آئے، بارش ہوئی، غیبی مدد آئی۔

'۔۔ جس دن دونوں جماعتیں ملیں ۔۔' یعنی ابو جہل کا گروہ اور اللہ کے نبیؐ کو گروہ۔

'۔۔ اِنۡ كُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا ۔۔' جس کو اللہ پر یقین ہو گا، جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہی اس بات پر ایمان رکھیں گے کہ اللہ نے غیبی مدد بھیجی۔ جو اللہ کی بھیجی ہوئی، جبرائیلؑ کی لائی ہوئی وحی پر یقین رکھیں گے اُن کو اللہ غیب سے مدد کرے گا۔

اللہ کے فیصلے خوشی سے ماننے والے ہی اجر اور فائدہ پاتے ہیں۔

اِذۡ اَنۡتُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الۡقُصۡوٰى وَ الرَّكۡبُ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ‌ؕ وَلَوۡ تَوَاعَدْتُّمۡ لَاخۡتَلَفۡتُمۡ فِى الۡمِيۡعٰدِ‌ۙ وَلٰـكِنۡ لِّيَقۡضِىَ اللّٰهُ اَمۡرًا كَانَ مَفۡعُوۡلًا ۙ لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحۡيٰى مَنۡ حَىَّ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ‌ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌۙ ﴿۴۲﴾

جس وقت تم قریب والے کنارے پر تھے اور وہ دُور والے کنارے پر اور قافلہ تم سے نیچے اتر گیا تھا اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے تو ایک ساتھ وعدہ پر نہ پہنچتے لیکن اللہ کو ایک کام کرنا تھا جو مقرر ہو چکا تھا تاکہ جو ہلاک وہ اتمام حجت کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ اتمام حجت کے بعد زندہ رہے اور بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ﴿۴۲﴾

یہاں سے ہم غزوۂ بدر کے دن کو تصور میں لائیں؛ جمع کا صیغہ یعنی اللہ کے نبیؐ اور اُن کے ساتھی مدینہ کے قریب تھے۔

الْقُصْوٰى سے مُراد دُور کی جگہ۔ اسی سے مسجدِ اقصیٰ دُور والی مسجد ہے۔ اگر کبھی آپ کو موقع ملے تو بدر والا میدان دیکھیں آپ حیران ہو جائیں گے کہ یوں لگتا ہے کہ پہلے سے طے تھا کہ یہ جنگ یہاں ہو گی۔

پھر ہجرت والا راستہ دیکھیں جو بظاہر لمبا لگتا ہے لیکن اب آپ بھی اُسی سڑک سے مکہ سے مدینہ جاتے ہیں۔

اللہ کے نبیؐ نے بدر والے دن ایک جگہ جنگ کے لئے طے کی تو صحابہ کرامؓ نے مشورہ دیا کہ ہم کنوئیں کے پاس پڑاؤ کریں تاکہ مشرکین کنوئیں پر قبضہ نہ کر سکیں۔ اللہ کے نبیؐ نے مشورہ مان لیا۔

'۔۔ اور قافلہ تم سے نیچے اتر گیا تھا۔۔' ابوسفیان کا قافلہ نیچے تھا۔ وہ ساحلِ سمندر کی طرف سے چلا گیا تھا۔ اُس نے اپنا رُوٹ بدل لیا تھا۔ یاد رہے یہ وہی قافلہ تھا جس کی وجہ سے جنگ ہونے جا رہی تھی۔

'۔۔ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ۔۔' یاد رہے کہ یہ جنگ منصوبہ بندی سے نہیں ہوئی تھی۔ اللہ کے نبیؐ کو معلوم ہوُا کہ ایک قافلہ یہاں سے گُزر رہا ہے جو ہجرت والے صحابہ کرامؓ کا مال لے کر یہاں سے گزر رہا ہے۔ تو پھر یہ مشورہ ہوُا کہ ہم اپنا مال واپس لیں گے۔ ابوسفیان نے مکّہ خبر پہنچا دی کہ قافلے پر حملہ ہونے والا ہے۔ اَب مسلمان تو صرف قافلے سے مقابلے کے لئے گئے تھے۔ مشرکین تیاری کر کے آ گئے کہ قافلے کی مدد کریں گے اور مسلمانوں کو سبق سکھائیں گے لیکن اللہ کو یہی منظور

تھا۔ مجاہدین تو جنگ کی تیاری سے نہیں آئے تھے۔ صحابہ کرامؓ کو یہ علم نہیں تھا کہ ابو جہل سے لڑنے جارہے ہیں۔

ہمارے لئے سبق؛ بعض اوقات ہم کسی اور اُمید سے نکلتے ہیں اور اللہ کو کچھ اور منظور ہوتا ہے۔ اللہ غیب سے مدد فرمادیتا ہے۔ اللہ ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ آپ کو بہترین عمل کی توفیق اور انعامات مل جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انسان کی اَنا توڑ دیتا ہے۔ جب ہم اپنی طرف سے بہترین منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ لیکن اللہ کو کچھ اور منظور ہوتا ہے۔ پھر ہمارے تمام وسائل اور عقل کام نہیں آتے۔

عمل کے نقطے؛

- خلافِ توقع واقعات بھی انسان کی زندگی میں آسکتے ہیں۔ ہماری آزمائش ہوتی ہے۔
- پھر انسانوں کے آپس میں اختلاف شروع ہوسکتے ہیں۔
- اللہ کی مدد مانگیں۔ یااللہ سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔ میری رہنمائی فرمادے۔ مجھ سے دین کے کام لے لے۔
- بعض اوقات انسان کنفیوز ہوجاتا ہے۔ دین کا کام کرتے ہوئے بھی غلط فہمی ہوسکتی ہے۔

دین والوں / عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں؛

ہم ایک دِن دَرس کے لئے نکلے۔ جہاز کے ٹکٹ کپڑوں کے ساتھ دُھل گئے۔ بہت مشکل میں تھے۔

ٹکٹ نہیں ملے۔ دَرس پر نہیں پہنچ سکتی تھی۔ میں نے یہی کہا کہ اللہ سے مدد مانگیں۔ ہم اللہ کے فیصلے پر راضی ہو گئے۔ میں پریشان بھی تھی کہ لوگ یہی کہیں گے کہ نورالقرآن والی بہنیں وقت پر نہیں پہنچتی۔ لیکن آخری وقت میں ایک اور بہن اپنی بیماری کے باوجود دَرس کے لئے تیار ہو کر وہاں پہنچ گئیں۔ ہم اپنے آپ کو مجبور سمجھ رہے تھے۔ لیکن اللہ انسان کو مضبوط بنا دیتا تھا اور ہمت عطا فرما دیتا ہے۔ جب ہم اپنی کوشش کر کے تھک کر بیٹھ گئے تو اللہ نے بہترین انتظام کر دیا۔

ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور پیغام یہی ہے کہ انسان ہمت کرے تو اللہ نیکی کے کام کی توفیق عطا کرتا ہے۔

حکمت یہی ہے کہ مشکل حالات میں بھی حوصلہ نہ ہاریں۔ اپنی ہمت اور استعداد کے مطابق بہترین کام کریں۔ ہمارے پاس جو وقت ہے اُس کو بہترین طریقے سے استعمال کریں۔

اللہ کے حکم کے سامنے ہماری نہیں چلتی۔ صبر سے کام لیں۔ انبیاء کرامؑ کی زندگی کی روشن مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ اللہ کے دین کے لئے کام کرنے والوں کی زندگی پر اپنی مرضی نہیں چلتی۔ پھر صرف اللہ کی مرضی چلتی ہے۔ اللہ جنت صرف اُسی کو دے گا جس نے اللہ کو راضی کرنے کے لئے، اللہ کے دین کو سیکھنے، سکھانے اور پھیلانے کے لئے بھاگ دوڑ کی۔ علم والے بغیر علم والوں کے برابر نہیں ہیں۔ اسی سے جنّت کے اعلیٰ درجات ملیں گے۔ انشاءاللہ

دنیا کی مشکلات کے بعد جنت کی آسانیاں ملیں گیں۔ جو دائمی اَمن اور سکون چاہتے ہیں وہ اللہ کے کامون کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اللہ نے آپ کو چُن لیا ہے کہ آپ قرآن سیکھ رہے ہیں۔ اللہ کے دین کے کاموں کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔

اللہ ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔ بندگی اور عاجزی سیکھ لیں۔ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیں۔

اگر ہم اپنے والدین کی زندگی میں اس دنیا سے چلے گئے تو ہمیں زیادہ دعائیں ملیں گیں۔ اپنے بچوں کی بہترین تربیت کریں کہ وہ ہمارے لئے صدقۂ جاریہ بنیں۔

ایسی زندگی گزاریں کہ لوگ آپ کو یاد کریں۔ آپ کے لئے دعائیں کریں۔ دعا کریں کہ جب ہم وفات پائیں تو زمین کے وہ ٹکڑے روئیں جہاں ہم نیکیاں کرتے تھے۔